بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ (۳۳:۳۳)

اور گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی

عورت اور پردہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر

۶

ادارہ مسعودیہ ۶/۱، ای۔ ۵، ناظم آباد

کراچی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نسائیات کی تاریخ بڑی دردناک اور کربناک ہے، یہ انسانیت کی پیشانی پر بدنما داغ ہے۔ حیف! جس کے آغوش میں انسان نے پرورش پائی، اسی آغوش کو زخمی کیا۔ جس نے بلندیوں پر پہنچایا، اسی کو پستیوں میں ڈالا۔ سرزمین عرب میں ایامِ جاہلیت میں معاشرے کی نظر میں خواتین کی جو قدر و قیمت تھی اس کا کچھ اندازہ ایک عرب شاعر کے ان خیالات سے ہوتا ہے:۔

☆ لڑکیوں کو دفن کرنا ہی سب سے بڑی فضیلت ہے۔ [۱]

☆ موت عورت کے حق میں عزیز ترین مہمان ہے۔ [۲]

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں لڑکیوں کی ولادت مرد کیلئے عذاب جاں تھی۔ جب کوئی مرد یہ خبر سنتا تو اس کا چہرہ مارے غصے کے سیاہ ہو جاتا اور وہ اسی غم میں پیچ و تاب کھاتا۔ [۳]

لوگ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے جس کیلئے قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن دفن ہونے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا بتا تجھے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا؟ [۴] یعنی ایسے سفاک باپ کو قیامت کے دن چھوڑا نہیں جائے گا۔

ایک صحابی نے ایام جاہلیت میں اپنی بیٹی کو زندہ دفن کرنے کا دردناک واقعہ سنایا تو وہ خود بھی روئے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی روتے رہے۔

ہندوستان کا حال عرب سے بھی بدتر تھا، یہاں مرنے والے شوہروں کے ساتھ ان کی زندہ بیویاں جلائی جاتی تھیں، اس رسم کو 'ستی' سے پکارا جاتا تھا۔ فرانس کے مشہور مؤرخ ڈاکٹر گستاؤلی بان نے لکھا ہے، یہ رسم ہندوستان میں عام ہو چلی تھی کیونکہ یونانی مؤرخوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ [۵]

۱۔ نیاز فتحپوری، صحابیات، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۲ء، ص ۱۳

۲۔ نیاز فتحپوری، صحابیات، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۲ء، ص ۳۱

۳۔ قرآن حکیم، سورۂ زخرف، آیت نمبر ۱۷

۴۔ قرآن حکیم، سورۂ تکویر، آیت نمبر ۸، ۹

۵۔ ڈاکٹر گستاؤلی بان، تمدن ہند (ترجمہ اردو سید علی بلگرامی)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۲ء، ص ۲۳۸

ابن بطوطہ (م ۷۷۹ھ / ۱۳۷۸ء) جب ہندوستان آیا تو اس نے یہ وحشت ناک منظر خود دیکھے جس کا اپنے سفر نامہ میں ذکر کیا ہے۔ [1] ایسا ہی ایک منظر دیکھتے دیکھتے وہ بے ہوش ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرنے لگا تو لوگوں نے سنبھالا۔ [2]

۱۸۳۹ء میں لارڈ بنٹنگ نے ستی ہونے یا ستی میں مدد دینے کو جرم قرار دیا۔ پھر بھی ماضی قریب میں ہندوستان میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس میں شوہر کی لاش کے ساتھ اس کی زندہ بیوہ کو پھونک دیا گیا۔ یہ خبر ساری دنیا میں حیرت سے سنی گئی۔

یورپ بھی اس معاملے میں کسی سے پیچھے نہیں رہا۔ وہاں ۱۴۹۴ء اور ۲۲-۱۵۲۱ء میں جادوگری کے الزام میں سینکڑوں عورتوں اور بچوں کو ذبح کر دیا گیا۔ [3] بقول ڈاکٹر اسپر نگر عیسائی دنیا میں ۹۰ ہزار عورتوں کو مختلف نامعقول الزامات میں زندہ جلا دیا گیا۔ [4]

آج کل بوسینا میں مسلمان عورتوں کے ساتھ نصاریٰ جو سفاکانہ سلوک کر رہے ہیں، سن سن کر روح انسانیت کانپ رہی ہے۔ امریکہ جس کا شمار ترقی یافتہ براعظم میں کیا جاتا ہے وہاں عورتوں کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے، شاید تاریخ کے کسی دور میں ایسا سلوک نہیں کیا گیا ہوگا۔ ہر پانچ منٹ کے بعد ایک عورت کا دامن عصمت تار تار کیا جاتا ہے یعنی چوبیس گھنٹے میں عصمت دری کے ۲۸۸ حادثات رونما ہوتے ہیں۔ آپ خود اپنے ضمیر سے پوچھیں یہ جنت ہے یا جہنم؟ مختلف جرائم کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے، چوبیس گھنٹے میں اٹھارہ سو جرائم کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ [5] (اناللہ وانا الیہ راجعون)

اسلام نے عورت پر بڑا کرم فرمایا اور اس کو پستیوں سے بلندیوں پر پہنچایا اور ایسا رؤف و رحیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث فرمایا جس نے دنیا کی چیزوں میں خوشبو اور عورت کو پسند فرمایا۔ روسی فلسفی ٹالسٹائی (م ۱۹۱۰ء) نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت پر اظہار خیال کرتے ہوئے یہ حدیث پیش کی ہے، دنیا کی چیزیں صرف مال و متاع ہیں اور دنیا کی اچھی متاع نیک عورت ہے۔ [6]

---

[1] ابوعبداللہ ابن بطوطہ، سفر نامہ ابن بطوطہ (ترجمہ اردو رئیس احمد جعفری)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۶ء، ص ۵

[2] ابوعبداللہ ابن بطوطہ، سفر نامہ ابن بطوطہ (ترجمہ اردو رئیس احمد جعفری)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۶ء، ص ۳۶، ۳۷

[3] نیاز فتحپوری، صحابیات، ص ۱۱

[4] نیاز فتحپوری، صحابیات، ص ۱۱

[5] اخبار جنگ (کراچی)، شمارہ ۵ مئی ۱۹۹۳ء

[6] ٹالسٹائی، پیغمبر اسلام (ترجمہ اردو)، مطبوعہ لاہور، ۱۹۲۰ء، ص ۴۵

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواتین پر کتنے مہربان تھے۔ عورتوں پر آپ کا یہی کرم تھا کہ جب پہلی مرتبہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو خواتین اور بچیاں استقبال کیلئے باہر آگئیں اور خوشی کے ترانے گانے لگیں۔ مدینہ منورہ میں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مستقل قیام سے ان کو کتنی خوشی تھی، اس کا اندازہ اس شعر سے لگایا جاسکتا ہے۔

نحن جوارین من بنی نجار ...... یا حبذا محمّد من جار [1]

ہم بنونجار کی بیٹیاں ہیں، کس قدر خوش نصیب ہیں کہ **محمّد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارے پڑوسی ہیں۔

جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرمارہے تھے تو خدمتِ اقدس میں خواتین ہی موجود تھیں۔ غم والم کا عالم تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (م۵۰/۶۷۰ء) فرمارہی تھیں، اے اللہ آپ کی ساری تکلیفیں مجھ کو عطا فرمادے۔ محبت بھری اس دعا کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن رہے تھے۔ فرمایا، صفیہ نے سچ کہا۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ جب جسدِ اطہر پر مرد صلوٰۃ وسلام پڑھ چکیں تو عورتوں سے کہنا کہ وہ قطار در قطار آکر صلوٰۃ وسلام پیش کریں۔ [2]

سبحان اللہ! کیسا کرم فرمایا کہ دنیا سے پردہ فرماتے وقت بھی یاد رکھا۔ یہ تمام حقائق خواتین کیلئے باعث صد افتخار ہیں، وہ جتنا فخر کریں کم ہے۔

کسی دوسری مذہبی کتاب میں خواتین کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی جتنی اہمیت قرآن حکیم نے دی ہے۔ سورۂ مریمؑ حضرت مریم علیہا السلام کے نام سے معنون کی گئی۔ سورۂ بقرہ، سورۂ تحریم، سورۂ نور وغیرہ میں خواتین کیلئے بہت سے احکام ومسائل ہیں۔ پھر اہم خواتین کا قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے مثلاً حضرت حوا علیہا السلام، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت زکریا اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی ازواجِ مطہرات، حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور ہمشیرہ، حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجہ مکرمہ، حضرت مریم علیہا السلام، ملکہ فرعون، ملکہ سبا اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

---

[1] ابوالنصر منظور احمد شاہ، مدینۃ الرسول، بحوالہ خلاصۃ الوفاء، ص ۱۳۶

[2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ج ۲ ص ۴۴۰

اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کے ازدواجی تعلق کو اتنا مقدس بنایا کہ اس کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا [1] اور اس کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ انسان سکون وچین حاصل کرے اور اس تعلق کو محبت ومہربانی کا تعلق قرار دیا جس میں ہوس پرستی کا شائبہ تک نہیں۔ اسلام کا یہ تصور کہیں نہیں ملتا جبکہ جرمن فلاسفر نطشے نے تو یہاں تک لکھا ہے، عورت کا مقصدِ حیات صرف یہ ہے کہ وہ مرد کی قید میں رہے اور اس کی خدمت کرتی رہے۔ [2]

روس کا مشہور فلسفی کاؤنٹ لیو ٹالسٹائی (م ۱۹۱۰ء) بھی خواتین کے متعلق اچھی رائے نہ رکھتا تھا۔ اس نے اسلام کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنی رائے کا اسطرح اظہار کیا ہے، مرد کا فرض ہے کہ عورت سے اچھا سلوک کرے اور اس کی باگ ڈھیلی نہ چھوڑے بلکہ اسے گھر میں بند رکھے کیونکہ گھر عورت کی آزادی کیلئے کافی ہے۔ [3]

نکاح جیسے مقدس رشتے کے بارے میں بھی ٹالسٹائی کی رائے اچھی نہیں۔ شاید اس لئے کہ اس تجربے میں وہ ناکام ونامراد رہا۔ وہ لکھتا ہے، ہمارے زمانے میں نکاح محض ایک دھوکہ اور فریب ہوگیا ہے۔ ہم اس کو محض نفسانی خواہش پورا ہونے کا وسیلہ جانتے ہیں۔ [4]

اللہ تعالیٰ نے خواتین کو بڑی رعایتیں دی ہیں اور رنج ومصیبت میں ان کا پاس ولحاظ رکھا ہے۔ مثلاً مطلقہ عورت کیلئے یہ حکم ہے کہ عدت پوری ہونے تک اس کا خاوند اس کو راحت وآرام سے اپنے گھر میں رکھے، اس پر تنگی نہ کرے، اگر وہ حاملہ ہے تو پھر حمل کی مدت پوری ہونے تک اس کا سارا خرچہ برداشت کرے اور اس کی آسائش وآرام کا پورا پورا خیال رکھے۔ بچہ کی ولادت کے بعد اگر مطلقہ بیوی دوسال اس کو دودھ پلاتی ہے تو دوسال کی اُجرت بھی ادا کرے۔ [5] شاید یہ باتیں عجیب لگیں مگر یہ سب کچھ قرآن کریم میں ہے، ہم خواتین کو بتاتے نہیں، اپنے حقوق خوب یاد رکھتے ہیں۔ خواتین کو احکامِ شریعت کی پیروی کرتے ہوئے کسبِ معاش کی اجازت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا کہ مرد کی کمائی میں سے مرد کا حصہ ہے اور عورت کی کمائی میں سے عورت کا حصہ ہے۔ [6] حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا (م ۲۰ھ/ ۶۴۰ء) اپنے ہاتھ سے چمڑے کو دباغت دیتیں، فروخت کرکے جو رقم آتی غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کردیتیں۔ [7]

---

[1] قرآن حکیم، سورۂ روم، آیت نمبر ۲۱ [2] نیاز فتحپوری، صحابیات، ص ۱۴

[3] ٹالسٹائی، پیغمبر اسلام (ترجمہ اردو محمد فیض الحسن)، مطبوعہ لاہور، ۱۹۲۰ء، ص ۵۴ [4] ایضاً

[5] قرآن حکیم، سورۂ طلاق، آیت نمبر ۶ [6] قرآن حکیم، سورۂ نساء، آیت نمبر ۳۲

[7] ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲ ص ۶۰۲

اللہ تعالیٰ نے گھروں میں رہنے والی شریف خواتین کی عزت نفس کی حفاظت کیلئے مردوں کو بغیر اجازت لئے گھر کے اندر داخل ہونے سے منع فرمایا۔ ۱ اگر کسی خاتون سے بات کرنی ہے تو ادب یہ سکھایا کہ پردے کے پیچھے سے بات کی جائے۔ ۲ اگر کوئی دعوت پر بلائے اور گھر میں خواتین بھی موجود ہوں تو کھانے کے بعد خواہ مخواہ باتوں میں مصروف نہ ہوں بلکہ کھا پی کر چلے آئیں۔ ۳ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل یہ سارے آداب ہم کو مل گئے۔ اب یہ ہماری بدنصیبی کہ ہم عمل نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا، اس سے زیادہ کون ہمارے احوال سے واقف ہوگا؟ ہماری بھلائی اور برائی کا اس سے زیادہ کس کو علم ہوگا؟ ہم کو جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور جن سے روکا گیا، وہ صرف اور صرف ہماری بھلائی کیلئے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ ذرا سوچیں تو سہی بندوں سے اس کو کیا غرض ہوگی؟ وہ ہمارے فائدے کیلئے ہم کو حکم دیتا ہے۔ پردے کے بارے میں خواتین کو جو حکم دیا گیا وہ انہیں کے فائدے کیلئے ہے اگر وہ سوچیں اور غور و فکر کریں۔ سورۂ نور اور سورۂ احزاب میں خواتین کے پردے سے متعلق جن آداب کا ذکر کیا گیا وہ ہماری توجہ کے مستحق ہیں۔ توجہ فرمائیں:۔

☆ اپنے اپنے گھروں میں رہیں، دورِ جاہلیت کی طرح بے پردہ نہ پھریں۔ ۴

☆ دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالی رہیں اور غیر مردوں کو اپنا سنگھار نہ دکھائیں۔ ۵

☆ ہاں ان رشتہ داروں پر چھپا سنگھار ظاہر ہو جائے تو حرج نہیں مثلاً خاوند، باپ (دادا پردادا)، سسر، بیٹے، بھانجے، بھتیجے، بہت ہی بوڑھے اور نابالغ ملازم اور نوعمر لڑکے۔ ۶

☆ خواتین بوقتِ ضرورت باہر نکلیں تو چادر کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈال لیں تاکہ پہچانی جائیں (کہ شریف ہیں) اور شرارت کرنے والے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ ۷

☆ مسلمان مردوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ ۸

☆ مسلمان عورتوں کو بھی حکم دیا جائے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ ۹

---

۱ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۵۳۔ سورۂ نور، آیت نمبر ۲۷ ۲ ایضاً ۳ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۵۳

۴ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۳۳ ۵ قرآن حکیم، سورۂ نور، آیت نمبر ۳۱ ۶ ایضاً ۷ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۵۹

۸ قرآن حکیم، سورۂ نور، آیت نمبر ۳۰ ۹ قرآن حکیم، سورۂ نور، آیت نمبر ۳۱

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قرآن حکیم ہم سے کس شرم وحیا اور غیرت وحمیت کا تقاضا کرتا ہے۔ روسی فلسفی ٹالسٹائی نے بھی سج بن کر، خوشبو لگا کر عورت کے باہر نکلنے سے متعلق یہ حدیث پیش کی ہے جس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، جو عورت خوشبو لگا کر گھر سے نکلی پھر اس غرض سے لوگوں کے پاس سے گزری کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں، وہ زانیہ ہے اور جنہوں نے اسے دیکھا ان میں سے ایک ایک کی آنکھ زانیہ ہے۔ ؎۱

موجودہ صورت حال دل دردمند کیلئے تشویش ناک ہے، جس سے گھر میں رہنے اور پردہ کرنے کیلئے کہا گیا تھا، وہ بے پردہ گھر سے باہر ہے اور جس سے دروازہ کھلا رکھنے اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کیلئے کہا گیا تھا وہ بند دروازوں اور سخت پردوں میں ہے۔ اسلامی معاشرے کے ہر حاکم وافسر کو ہدایت کی گئی تھی وہ دروازے کھلا رکھے، پہرے نہ لگائے مگر یہاں تو رسائی بھی بہت مشکل ہے اور کبھی کبھی ناممکن بھی ہو جاتی ہے۔ خواتین کے آداب مردوں نے اپنا لئے۔ اے کاش! ہم عقل سلیم سے کام لیتے۔

قرآن حکیم میں پردے کے متعلق جو کچھ ہدایات دی گئیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (م ۵۸ھ/۶۷۷ء) نے اس پر عمل کر کے بہترین نمونہ پیش کیا۔ ازواجِ مطہرات میں علم و دانش میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ تاریخ و حدیث سے ہمیں ان واقعات کا علم ہوتا ہے:۔

☆ ایک مرتبہ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک دوپٹہ اوڑھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان کا دوپٹہ چاک کر دیا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں کیا فرمایا ہے؟ اس تنبیہ کے بعد دبیز کپڑے کی چادر منگوا کر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عنایت فرمائی۔ ؎۲

☆ ایک مرتبہ کسی کے ہاں آپ کا جانا ہوا۔ صاحبِ خانہ کی دو جوان لڑکیاں بغیر چادر باریک دوپٹہ اوڑھے نماز پڑھ رہی تھیں۔ آپ نے ہدایت فرمائی کہ آئندہ دبیز کپڑے کی چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جائے۔ ؎۳

☆ ایک مرتبہ ابن اسحاق نابینا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ پردے میں ہو گئیں۔ ابن اسحاق نے عرض کیا کہ میں تو نابینا ہوں، آپ نے پردہ کیوں فرمایا؟ فرمایا، میں تو بینا ہوں، دیکھ رہی ہوں۔ ؎۴

؎۱ ٹالسٹائی، پیغمبر اسلام (ترجمہ اردو)، مطبوعہ لاہور، ۱۹۲۰ء، ص ۴۴

؎۲ ابو عبداللہ محمد بن سعد زہری، طبقات ابن سعد، ج ۸ ص ۵۰

؎۳ احمد بن حنبل شیبانی، المسند، ج ۶ ص ۹۶ ۷

؎۴ طبقات ابن سعد، ج ۸ ص ۴۹

☆ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں خواتین مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوتیں اور عیدین کیلئے بھی حاضر ہوتیں مگر نامساعد حالات کی وجہ سے عہدِ فاروقی میں خواتین پر پابندی لگا دی گئی اور انہوں نے مسجد نبوی شریف میں آنا بند کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۲۳ھ / ۴۔۶۴۳ء) کے اس عمل کی تائید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا کہ خواتین کی حالت یہ ہوگئی ہے تو آپ ان کو مسجد میں آنے سے اس طرح روکتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ [1]

مندرجہ بالا واقعات سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواتین سے کیا توقع رکھتی ہیں اور کیا چاہتی ہیں۔

اسلام جہاں جہاں پھیلا...... ایشیا میں، افریقہ میں، یورپ میں، ساتھ ساتھ پردہ بھی پھیلتا چلا گیا۔

یہ ہمیشہ اسلامی شعائر میں ایک عظیم شعار شمار کیا گیا۔ انتہائی عروج کے زمانے میں جبکہ اسلامی سلطنت تین براعظموں پر پھیلی ہوئی تھی، پردہ مسلم اور غیر مسلم خواتین کے درمیان ایک نشان امتیاز بنا رہا۔ بلکہ غیر مسلم حکومتوں میں بھی یہ امتیاز قائم رہا۔

۱۹۱۴ء سے قبل روس میں مسلم خواتین پردے میں رہتیں، قرآن کریم حفظ کرتیں، وہاں حفظ قرآن کا عورتوں اور مردوں میں عام رواج تھا۔ [2] روس کی مسلم خواتین مدارس بھی قائم کرتیں، ایک روسی خاتون صفیہ علیہ خانم نے اپنے خرچ سے ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کیا تھا۔ الغرض ماضی میں اسلامی معاشرے میں جو کچھ ترقی ہوئی، پردے میں رہ کر ہی ہوئی۔ حد تو یہ ہے کہ خواتین جہاد میں شریک ہوتیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں، کبھی خود جہاد میں حصہ لیتیں۔ یہ سب کچھ حیا کے ساتھ، پردہ میں رہ کر ہی کیا جاتا۔ دورِ جدید میں جہاں انقلاب آیا، یا اسلام کے نام پر انقلاب آیا، وہاں پہلی بات یہ دیکھی گئی کہ بے پردہ عورتیں، پردہ دار ہوگئیں اور ان کی ہیبت دشمنانِ اسلام کے دلوں میں ایسی بیٹھی کہ وہ خوفزدہ ہوگئے۔ جدید معاشرے کی بے پردگی نے اسلامی معاشرے کو کچھ نہ دیا اور نہ تاریخ میں کسی باب کا اضافہ کیا۔ یہ دردمند خواتین کیلئے سوچنے کی بات ہے۔ اگر بے پردگی ترقی کی ضامن ہوتی تو آج سارے عالم میں ہم اس طرح رُسوا نہ ہوتے۔ مشہور مؤرخ آرنلڈ ٹوئنبی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ انسانی معاشروں کی تباہی میں عورت کی آزارہ روی اور بے پردگی کو بڑا دخل ہے۔ مؤرخ موصوف نے عالمی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد اس رائے کا اظہار کیا ہے اسلئے اس کو کسی تعصب یا تنگ دلی پر محمول نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ اس تاریخی حقیقت پر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کرنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے معاشرے کی بنیاد پاکیزگی پر رکھی ہے۔ ہمہ گیر پاکیزگی...... زندگی کے ہر شعبے کی پاکیزگی...... مغربی سازشیوں نے اسلام کی ہر معقول بات کو نامعقول بنا کر دکھایا اور اپنی ہر نامعقول بات کو معقول بنا کر دکھایا۔ ایسا پروپیگنڈا کیا کہ عقلیں ماؤف ہوگئیں اور آنکھیں پٹ ہوگئیں۔

---

[1] نیاز فتحپوری، صحابیات، ص ۵۸ [2] اخبار المؤید، مصر۔ ۱۵ اگست ۱۹۰۲ء

اسلام نے خواتین پر بے شمار احسانات کئے مگر ایک پردے کی معقول ہدایت (جو خواتین کی عصمت وعفت اور حسن و جمال کی حفاظت کی ضامن ہے) بعض خواتین کو اچھی نہیں معلوم ہوئی، دشمنانِ اسلام نے اس کی اچھائیوں کو چھپایا اور نام نہاد برائیوں کو اُچھالا۔ اس طرح خواتین کے ذہنوں کو پراگندہ کر کے اسلام کی سچائی سے ان کو دور کر دیا۔ ذرا غور کریں! خواتین کی بے پردگی نے جسمانی آرائش وزیبائش کا راستہ کھولا، پھر اس نے بے حیائی کی صورت اختیار کی اور بے حیائی نے عریانی اور بدکرداری کا دروازہ کھول دیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب یورپ و امریکہ انسانوں کی سرزمین نظر نہیں آتے، حیوانوں اور درندوں کے جنگل معلوم ہوتے ہیں۔ اس بے حیائی کے جو نتائج سامنے آئے، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

☆ خواتین کا غیر محفوظ ہونا۔

☆ خواتین کے اغواء اور زِنا کی وارداتیں عام ہونا۔

☆ خواتین میں جذبہ امومت کا مرجانا۔

☆ بدنگاہی اور پراگندہ خیالی عام ہونا۔

☆ مردوں کا جنسی امراض میں مبتلا ہونا۔

☆ عورت کے تقدس کا پامال ہونا۔

ابھی کچھ روز کی بات ہے پردہ دار خاتون کی عزت کی جاتی تھی اور اب بھی کی جاتی ہے۔ بسوں میں اس کیلئے سیٹ خالی کردی جاتی تھی لیکن بے پردہ خاتون کی تکریم کیلئے لوگ تیار نہیں۔ وہ بسوں میں جس حال میں سفر کرے کسی کو کوئی سروکار نہیں۔ دورِ جدید میں عورت کی بے پردگی نے اس کو اس حد تک رُسوا کیا ہے کہ وہ اخبارات و رسائل اور اشتہارات کی زینت بن کر نفع اندوزی کا ایک وسیلہ بن کر رہ گئی ہے۔ جہاں جہاں خواتین کو جگہ دی جاتی ہے، احترام کی وجہ سے نہیں، تجارت چمکانے اور نفع حاصل کرنے کیلئے۔ عورت پر اسلام کی نظر مشفقانہ ہے اور جدید معاشرے کی نظر خالصۃً تاجرانہ ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی عظمت و شوکت کا دارو مدار صرف اور صرف حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ عالمی سطح پر ہماری رُسوائی کی بڑی وجہ دِلوں کا عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خالی ہونا اور عمل کا سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عاری ہونا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۲۳ھ / ۴۔ ۶۴۳ء) نے سچ فرمایا، ہم وہ قوم ہیں جس کو اللہ نے اسلام کی بدولت عزت دی۔ [1]

....

[1] مولانا محمد مالک کاندھلوی، پردہ اور مسلمان خاتون، مطبوعہ کراچی، ص ۱۵

☆ .... ☆